از عدالتِ عظمیٰ

کالیکا تیواری و دیگران وغیرہ۔

بنام

سٹیٹ آف بہار

تاریخ فیصلہ: 25 مارچ 1997

[ایم ایم پنچھی اور کے ٹی تھامس، جسٹس صاحبان]

تعزیراتی ضابطہ، 1860، دفعات 396، 120B، 302 اور 34- قتلِ عمد کے ساتھ ڈکیتی — مجرمانہ سازش- یہاں تک کہ اگر ڈاکوؤں میں سے ایک ڈاکو ڈکیتی کا ارتکاب کرتے ہوئے قتلِ عمد کرتا ہے تو بھی تمام ڈاکو سزا کے جوابدہ ہوں گے — قتلِ عمد میں ہر ڈاکو کی حقیقی شرکت ضروری نہیں ہے- صحیح مقام پر موجودگی اور کمیشن پر غور و فکر کے ساتھ ساتھ کمیشن کا علم بھی ضروری نہیں ہے- دفعہ 34 کے تحت مشترکہ ارادے کا ثبوت یا دفعہ 149 کے تحت مشترکہ مقصد بھی ضروری نہیں ہے- جب ملزم افراد کو دفعات 396 کے تحت مجرم قرار دیا جاتا ہے، تو دفعات 302 اور 34 کے تحت الزامات کا اضافہ ضروری نہیں ہے۔

فوجداری مقدمہ: جائیداد مسروقہ کی بازیابی- نہ تو بازیابی کرنے والے پولیس افسر اور نہ ہی بازیابی کے وقت موجود شخص سے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی- قرار پایا کہ، وصولی کی حقیقت قانونی طریقے سے ثابت نہیں ہوئی۔

ایوڈنس ایکٹ، 1872: شناخت- گواہ ڈاکوؤں کی شناخت کرتا ہے جو بھائی اور رشتہ دار تھے جو مٹی کے چراغ یا دیسی ساختہ چراغ کی روشنی میں دیکھا گیا تھا- روشنی کی استطاعت- قرار پایا کہ: ان کی شناخت کے لیے کافی ہے۔

استغاثہ کے مطابق 22 دسمبر 1987 کی رات بندوقوں اور مہلک ہتھیاروں سے لیس ڈاکو S کے گھر میں داخل ہوئے، نقد رقم اور زیورات لوٹ لیے اور پھر اس کے دو بیٹوں اور ایک مہمان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ S، جس نے ابتدائی اطلاعی بیان دیا، نے کچھ افراد کا نام لیا جن میں اس کے دو بھائی اور بھتیجے شامل تھے۔

S کی شادی J سے ہوئی تھی جو ایک پیدائشی ذہنی معذور تھا۔ ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں بھی تھیں۔ جب بیٹے ابھی بچپن میں ہی تھے، ان کی جائیدادوں کی دیکھ بھال S کا ایک بھائی کر رہا تھا۔ بیٹوں کے بالغ ہونے کے بعد، ان کے چچا کے ساتھ تعلقات آہستہ آہستہ کشیدہ ہو گئے۔ اس واقعے سے کچھ دن پہلے انکل کے بیٹے کا S کے بیٹے سے جھگڑا ہوا تھا۔ اس واقعے کے دن S کا بھائی گھر آیا اور بعد میں چلا گیا۔ رات کے وقت یہ المناک واقعہ پیش آیا۔

ٹرائل کورٹ نے 12 ملزموں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 396 اور 120B کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں عمر قید کی سزا سنائی۔ عدالت عالیہ نے اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کی۔ اس نے انہیں تعزیرات ہند کی دفعات 302 اور 34 کے تحت بھی مجرم قرار دیا۔ لہذا یہ اپیل۔

جزوی طور پر اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1.1. اگر اپیل کنندگان کو ڈکیتی کے ساتھ قتل کے جرم میں سزا دی گئی ہو، تو دفعہ 396 کے ساتھ دفعہ 302 بہ مطالعہ دفعہ 34 تعزیراتِ ہند کا اضافہ محض علمی اہمیت کا حامل ہے۔

1.2. اگر کوئی ڈاکو، ڈکیتی کے ارتکاب کی پیش رفت میں، اور اس کی پیروی میں، قتلِ عمد کا ارتکاب کرتا ہے، تو اس کے تمام ساتھی جو ایک ہی ڈکیتی کے ارتکاب میں حصہ لے رہے ہیں، انہیں دفعہ 396 کے تحت مجرم قرار دیا جا سکتا ہے حالانکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے قتلِ عمد کے ارتکاب یا اس کی حوصلہ افزائی میں حصہ نہ لیا ہو اور وہ قتلِ عمد کے مقام پر موجود نہ ہوں۔

1.3. یہ ضروری نہیں ہے کہ قتلِ عمد ان سب یا کچھ لوگوں کے ذہن میں ہو۔ ہو سکتا ہے کہ سب کو معلوم نہ ہو کہ قتلِ عمد ہونے والا تھا یا پہلے ہی ہو چکا ہے۔

1.4. استغاثہ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دفعہ 34 کے تحت مشترکہ ارادے کو قائم کرے یا دفعہ 149، تعزیرات ہند کے تحت مشترکہ مقصد کو قائم کرے کیونکہ دفعہ 396 کے اصول تمام ڈاکوؤں کو گھیرے میں لینے پر مجبور کریں گے جو تعزیراتی دائرے میں ہیں۔

2. چوری شدہ اشیا کی بازیابی کے حوالے سے شواہد کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ نہ تو بازیابی کرنے والے پولیس افسر اور نہ ہی ایسی بازیابی کے وقت موجود کسی شخص سے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی تھی۔ اس طرح، استغاثہ نے قانونی طریقے سے وصولی کی حقیقت کو ثابت نہیں کیا۔

3.1. یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اپیل گزاروں میں سے دو سگے بھائی ہیں اور ان میں سے چھ S کے سگے بھتیجے ہیں۔ اس لیے ان کے لیے ان کی شناخت کرنا مشکل نہیں تھا۔ گواہ استغاثہ 2 جو زمین کی کاشت کی دیکھ بھال کرتا تھا اور گواہ استغاثہ 3 جو کنبہ کا ملازم تھا واقعے کے وقت موجود تھا۔ ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے اپنے شواہد کو قابل اعتماد پایا۔

3.2. گواہوں کے لیے مٹی کے چراغ کی روشنی میں حملہ آوروں کی شناخت کرنا کافی ممکن ہو گا۔ شہری لوگوں کی مرئیت کی صلاحیت جو فلوروسینٹ لائٹ یا تاپدیپت چراغوں سے مطابقت رکھتی ہے وہ معیار نہیں ہے جس کا اطلاق دیہاتیوں پر کیا جائے جن کی نظری طاقت ملکی ساختہ چراغوں پر حاصل ہوتی ہے۔

مچھی سنگھ و دیگران بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1983) ایس سی 957، پر انحصار کیا۔

A7.4.1 ایک اجنبی تھا، جس کا تعلق کسی دوسرے گاؤں سے تھا۔ اس کی شناخت صرف گواہ استغاثہ 3 نے کی تھی۔ لیکن کوئی تفتیشی شناختی پریڈ نہیں کی گئی۔ SA12 کا بھتیجا ہے لیکن اس نے اس کی شناخت نہیں کی تھی۔ ایک اور گواہ نے اس کی شناخت کی لیکن جب تفتیشی افسر نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے اس کا نام نہیں بتایا تھا۔ A13 کی شناخت کسی گواہ نے نہیں کی تھی۔ [342-سی-ڈی]

4.2. ملزم نمبر 1، 2، 3، 4، 5، 6، 10 اور 11 پر عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا میں کوئی خلل نہیں ہے۔ A7، A12 اور A13 کو بری کر دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 1171-74، سال 1995 وغیرہ۔

فوجداری اپیل نمبر 39، 41، 56 اور 20، سال 1990 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے 24.4.94 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے کے بی سنہا، شیو پوجن سنگھ، (اے سی)، اشوک شرما، ایچ ایس کیچر اور دیپک شرما۔

بی بی سنگھ، اے سی ماہمکر کے لیے سی جے راج، ریاست کے لیے مدعا علیہ / شکایت کنندہ کے لیے وجے کمار، جے پی پاٹھک اور کمار پریمل۔

عدالت کا فیصلہ تھامس جسٹس نے سنایا۔

دو بیٹوں اور تین بیٹیوں کی ماں سنفلا دیوی کے لیے 22 دسمبر 1987 کی رات خوفناک طور پر تباہ کن تھی کیونکہ ڈاکوؤں نے اس کے تمام قیمتی زیورات لوٹنے کے علاوہ اس کی پوری مردانہ نسل کو ختم کر دیا تھا۔ جن لوگوں کو اس نے قتل قرار دیا ان میں اس کے دو بھائی اور بھتیجے بھی شامل تھے۔ پولیس نے تفتیش کے بعد ان رشتہ داروں یا سنفلا دیوی سمیت 14 افراد کے خلاف بہن بھائیوں گوری شنکر رائے اور کیشو رائے و دیگر شخص (ہری نارائن) کے قتلِ عمد کے الزام میں فردِ جرم عائد کی جو اس وقت اس کے گھر میں موجود تھے۔ سیشن عدالت نے 12 ملزموں کو مجموعہِ تعزیراتِ ہند کی دفعات 396 اور 120B کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں عمر قید کی سزا سنائی۔ (ان میں سے کچھ کو آرمز ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت بھی سزا سنائی گئی۔) پٹنہ کی عدالت عالیہ نے مذکورہ بالا اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کرتے ہوئے اس کے سامنے دائر اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے مجموعہِ تعزیراتِ ہند کی دفعہ 34 کی مدد سے دفعہ 302 کو بھی شامل کیا۔

سنفلا دیوی کی شادی جگ نارائن سے ہوئی تھی جو ایک پیدائشی ذہنی معذور تھا۔ شادی میں ان کے پانچ بچے پیدا ہوئے - دو بیٹے (گوری شنکر اور کیشو رائے) اور تین بیٹیاں۔ سب سے بڑے بیٹے کی شادی ہو گئی اور دوسرا بیٹا واقعہ کے وقت صرف شادی کی عمر تک پہنچا تھا۔ جب کہ بیٹے اپنی ابتدائی حالت میں تھے، سنفلا دیوی کی جائیدادوں کی دیکھ بھال ان کے بھائی A4 اندر دیو رائے کرتے تھے۔ لیکن جب بیٹے پختگی کی عمر کو پہنچے تو وہ اپنے چچا کے ان کی جائیدادوں سے نمٹنے کے طریقے سے ناراض تھے۔ آخر کار یہ رشتہ کشیدہ ہو گیا اور اس کی وجہ سے تعلقات منقطع ہو گئے۔ اس واقعے سے کچھ دن پہلے اندر دیو رائے کے بیٹے رام شنکر رائے (A1) کا گوری شنکر رائے کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا۔

مقدمہ استغاثہ، مختصر میں، مندرجہ ذیل ہے: اس واقعے کے دن، ہری نارائن اپنے دوسرے بیٹے کیشو رائے کے لیے شادی کی تجویز پیش کرنے کے لیے سنفلا دیوی کے گھر گئے۔ اندر دیو رائے ممکنہ طور پر جاسوسی کے لیے وہاں گئے اور وہاں سے چلے گئے۔ شام کے کھانے کے بعد جب گھر کے قیدی سبکدوش لیے چلے گئے تو ڈاکو بندوقوں اور دیگر مہلک ہتھیاروں سے لیس وہاں پہنچ گئے۔ راما شنکر رائے (A1) نے سنفلا دیوی سے سیف کی چابی حوالے کرنے کو کہا اور چابی کو عیاری سے حاصل کرنے کرنے کے بعد ڈاکوؤں نے نقد رقم اور زیورات لوٹ لیے۔ اس کے بعد انہوں نے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا جہاں خواتین بیٹھی ہوئی تھیں اور لوٹ مار پر چلے گئے جس کے دوران انہوں

نے گوری شنکر رائے اور کیشو رائے اور ان کے مہمان ہری نارائن کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد وہ سب لوٹ لے کر چلے گئے۔

ٹرائل کورٹ نے A9 جگ نارائن اور A14 رادھمونی پال کے علاوہ سبھی کو مذکورہ بالا جرائم کا مجرم قرار دیا۔ سزا یافتہ افراد نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی، جبکہ ریاست بہار نے تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت ان کی بری ہونے کے خلاف اپیل دائر کی۔ عدالت عالیہ نے تمام اپیلوں کو مشترکہ فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا جس میں دفعہ 396 اور 120B کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کی گئی اور اس کے علاوہ ان افراد کو تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ تاہم، سزاؤں میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں کی گئی کیونکہ عدالت عالیہ نے دفعات 396 اور 120B تعزیرات ہند کے تحت عائد سزا کے ساتھ ساتھ دفعات 302 کے تحت عمر قید کی سزا کو چلانے کی ہدایت کی۔

A8 بہادر پال کے علاوہ مذکورہ بالا تمام سزا یافتہ افراد اس عدالت کے سامنے اپیل لے کر آئے ہیں۔ اس طرح، ہم 11 ملزموں کو دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا سے نمٹ رہے ہیں۔ ہم نے تمام فاضل وکلاء کو تفصیل سے سنا۔

کچھ اپیل گزاروں کی طرف سے دلیل دینے والے سینئر وکیل شری کے بی سنہا نے شروع میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت اثباتِ جُرم بری تھی کیونکہ ڈاکوؤں کا مشترکہ ارادہ کسی متوفی کا قتلِ عمد نہیں کرنا تھا۔ ہم نے فاضل وکیل کو اس کوشش کے بے معنی ہونے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر اپیل کنندگان کو تعزیرات ہند کی دفعہ 396 کے تحت اثباتِ جُرم سنائی جا سکتی ہے تو یہ صرف تعلیمی فائدے کے لیے ہے کہ آیا دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے جوابدہ دفعہ 302 کے تحت اثباتِ جُرم کو اضافی طور پر شامل کیا جانا چاہیے تھا۔ ہم نے فاضل سینئر وکیل سے اظہار خیال کیا کہ اس مقدمے کے عجیب وغریب حقائق پر ہم ان اپیل گزاروں کو عمر قید سے کم کوئی اثباتِ جُرم دینے کے خواہاں نہیں ہیں جن کی دفعہ 396 کے تحت جرم کی اثباتِ جُرم ہماری طرف سے برجوابدہ رکھی گئی ہے۔

دفعہ 396 کے تحت، اگر ڈاکہ زنی کے دوران ڈاکوؤں میں سے کوئی ایک قتل کا ارتکاب کرے، تو تمام ڈاکوؤں کو سزائے موت، عمر قید، یا دس سال تک کی سخت قید میں سے کسی بھی سزا کا مستوجب قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ڈکیتی کا ارتکاب جاری ہے اور اس کی پیروی میں کوئی ڈاکو قتلِ عمد کا

ارتکاب کرتا ہے، تو اس کے تمام ساتھی، جو ایک ہی ڈکیتی کے ارتکاب میں حصہ لے رہے ہیں، اس دفعہ کے تحت مجرم قرار دیے جاسکتے ہیں، حالانکہ وہ ڈکیتی میں حصہ لینے کی حقیقت سے بالاتر قتلِ عمد میں شریک نہیں ہوسکتے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جب ڈکیتی کی منصوبہ بندی کی گئی تھی تو قتلِ عمد ان سب یا ان میں سے کچھ لوگوں کے خیال میں ہونا چاہیے تھا، اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ انہیں حقیقت میں اس کے ارتکاب میں حصہ لینا چاہیے یا اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ درحقیقت، ہوسکتا ہے کہ وہ قتلِ عمد کے مقام پر موجود نہ ہوں، یا ہوسکتا ہے کہ انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ قتلِ عمد ہونے والا تھا، یا حقیقت میں اس کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب بہتر سزا کے جوابدہ ہوں گے، بشرطیکہ حقیقت میں کسی شخص کو ڈکیتی کے ارتکاب میں گینگ کے کسی فرد نے قتل کر دیا ہو۔

اس طرح کے معاملے میں استغاثہ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دفعہ 34 میں تصور کردہ کسی مشترکہ ارادے یا تعزیرات ہند کی دفعہ 149 میں زیر غور مشترکہ مقصد کو قائم کرے۔ اگر ڈاکوؤں میں سے ایک نے ڈکیتی کے دوران قتلِ عمد کا ارتکاب کیا تو دفعہ 396 کے خیمے اس کے تعزیراتی دائرے میں موجود تمام ڈاکوؤں کو لپیٹ لیں گے اور پھر اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ دوسرے ڈاکو اس شخص کے ارادے سے متفق نہیں تھے جس نے قتلِ عمد کیا تھا۔

اس بات میں کوئی نزاع نہیں کہ مذکورہ رات کو سنفلا دیوی کے گھر میں ڈکیتی کی گئی، اور نہ ہی اس امر میں کہ تین مقتولین کو اُن ہی افراد میں سے کچھ نے قتل کیا جو ڈکیتی کی نیت سے آئے تھے۔ لہٰذا عدالتوں کے سامنے صرف یہی سوال زیر غور تھا کہ آیا اپیل کنندگان یا ان میں سے کوئی ایک اس ڈکیتی میں شریک تھا یا نہیں۔

ہم اس بات کی نشاندہی کرسکتے ہیں کہ اس معاملے میں چوری شدہ اشیا کی بڑی تعداد کی بازیابی سے متعلق شواہد کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو بازیابی کرنے والے پولیس افسر اور نہ ہی اس طرح کی بازیابی کے وقت موجود کسی شخص سے استغاثہ کے گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے سرکاری وکیل نے سوچا ہوگا کہ چوری شدہ اشیا کی بازیابی سے متعلق ریکارڈ کی تصدیق کرنے والا تفتیشی افسر اس طرح کی بازیافت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ جو بھی وجہ ہو جس نے سرکاری وکیل کو اس طرح کے کسی گواہ سے پوچھ گچھ کرنے سے روکا، حقیقت یہ ہے کہ استغاثہ نے قانونی طریقے سے چوری شدہ اشیا کی بازیابی کی حقیقت کو ثابت نہیں

کیا۔ لہٰذا اس طرح کی وصولی سے متعلق ثبوت صرف اس معاملے میں اپیل گزاروں کے لیے بے قابو رہیں گے۔

ہمارے سامنے اٹھائے گئے تنازعات کی تعریف کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنا مفید ہے کہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ A4 اندر دیو رائے اور A10 برج نندن رائے سنفلا دیوی کے سیدھے بھائی ہیں۔ باقی اپیل گزاروں میں A1 رام شنکر رائے، A2 گوپال جی رائے، A3 سری کیشور رائے، A6 اوما شنکر رائے، A11 منگل رائے، اور A12 سری رام رائے سنفلا دیوی کے سیدھے بھتیجے ہیں۔ A5 وجے بہادر عرف بیکاؤ رائے کا A4 اندر دیو رائے سے گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا سنفلا دیوی اور گھر کے مکینوں کے لیے ان اپیل گزاروں کی شناخت کرنا مشکل نہیں تھا اگر انہوں نے انہیں واقعے کے دوران دیکھا تھا۔

سنفلا دیوی سے گواہ استغاثہ-1 کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی۔ یہ وہ تھی جس نے ہم نے پولیس کو ابتدائی اطلاعی بیان دیا جس میں اس نے A1 رام شنکر رائے، A2 گوپال جی رائے، A3 سری کیشور رائے اور A5 وجے بہادر المعروف بیکاؤ رائے کے ناموں کا ذکر کیا تھا جو بندوقوں وغیرہ سے لیس تھے۔ اس نے ان ناموں کا ذکر ان افراد کے طور پر کیا جو خواتین کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے جہاں وہ اس وقت تھیں۔ ڈاکوؤں کے احاطے سے نکلنے تک وہ اپارٹمنٹ سے باہر نہیں نکلی تھی۔ جب وہ باہر نکلی اور پہلی منزل پر گئی تو اس نے دیکھا کہ اس کا بیٹا گوری شنکر رائے مردہ پڑا ہوا ہے اور اس کا دوسرا بیٹا کیشو رائے اپنے مہمان ہری نارائن کی لاش کے ساتھ قریب ہی مردہ پڑا ہوا ہے۔

گواہ استغاثہ-2 پریکھا پاسی سنفلا دیوی کے کنبہ کا فیکٹوٹم تھا، جو بنیادی طور پر ان کی زرعی زمینوں کی کاشت کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو وہ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ٹرائل کورٹ میں A1 رام شنکر رائے، A2 گوپال جی رائے، A3 سری کیشور رائے، A4 اندر دیو رائے، A5 وجے بہادر بیکاؤ رائے اور A6 اوما شنکر رائے کی شناخت اس واقعے میں شریک افراد کے طور پر کی۔

استغاثہ کا گواہ-3 جیوت رام کنبہ کا ایک اور ملازم تھا جو اس واقعے کے وقت بھی موجود تھا۔ اس نے حملہ آوروں کے طور پر A2 گوپال جی رائے، A5 وجے بہادر رائے، A7 کالیکا تیواری، A10 برج نندن رائے اور A11 منگلا رائے کی شناخت کی۔

عدالتوں میں حملہ آوروں کی شناخت کے حوالے سے مذکورہ تین گواہوں کے ثبوت قابل اعتماد پائے گئے اور ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی اس پر مکمل کارروائی کی۔

اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے شواہد سے نشاندہی کی کہ گواہ استغاثہ-1 سنفلا دیوی کے لیے اس وقت دستیاب واحد روشنی کمرے کے اندر جلتا ہوا مٹی کا چراغ تھا۔ اس بنیاد پر اُس نے مؤقف اختیار کیا کہ واردات کے وقت موجود روشنی اس قدر مدھم تھی کہ جرم میں ملوث افراد کی شناخت ممکن نہ تھی۔ شہری لوگوں کی مرئیت کی صلاحیت جو روانی والی روشنیوں یا تاپدیپت چراغوں سے مطابقت رکھتی ہے وہ معیار نہیں ہے جس کا اطلاق دیہاتیوں پر کیا جائے جن کی نظری طاقت ملکی ساختہ چراغوں سے مطابقت رکھتی ہے۔ ان کی مرئیت اس طرح کی روشنیوں کے مطابق ہوتی ہے اور لہذا ان کے لیے اس طرح کی روشنی میں مردوں اور معاملات کی شناخت کرنا کافی ممکن ہو گا۔ اسی طرح کا نظریہ اس عدالت نے مچھی سنگھ و دیگران بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1983) ایس سی 957 میں اپنایا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں کہ مٹی کے چراغ کی روشنی ان گواہوں کے لیے حملہ آوروں کی شناخت کے لیے کافی نہیں ہوتی۔

لہذا ہمیں A1 رام شنکر رائے، A2 گوپال جی رائے، A3 سری کیشور رائے، A4 اندر دیو رائے، A5 وجے بہادر المعروف بکاؤ رائے، A6 اما شنکر رائے، A10 برج نندن رائے اور A11 منگلا رائے کی شمولیت کے حوالے سے عدالت عالیہ کے فیصلے سے اتفاق کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ لہذا ان اپیل گزاروں پر عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا بلا روک ٹوک برقرار رہے گی۔

لیکن A7 کالیکا تیواری، A12 سری رام رائے اور A13 مالو پال کے حوالے سے موقف مختلف ہے۔ A7 کالیکا تیواری کی موجودگی کا ذکر صرف گواہ استغاثہ-3 جیوت رام نے کیا تھا۔ کسی اور نے اسے ڈاکوؤں میں سے ایک کے طور پر نہیں دیکھا۔ گواہ استغاثہ-3 جیوت رام کے لیے، A7 کالیکا تیواری ایک بالکل اجنبی تھی جس کا تعلق ایک دور دراز گاؤں سے تھا۔ جیوت رام کے ساتھ کوئی تفتیشی شناختی پریڈ نہیں کی گئی۔ ان حالات میں ہم اس نتیجے کو برقرار رکھنے سے قاصر ہیں کہ A7 کالیکا تیواری ڈاکوؤں میں سے ایک تھا۔

A12 سری رام رائے بلاشبہ سنفلا دیوی کا بھتیجا ہے لیکن اس نے حملہ آوروں میں سے ایک کے طور پر اس کی شناخت نہیں کی تھی۔ استغاثہ کی گواہ-7 سنگھاسانی دیوی، جو جائے وقوعہ کے

پڑوس میں تھی، نے بیان دیا کہ جس گھر میں یہ واقعہ پیش آیا تھا وہاں بذریعے ہنگامہ آرائی کی آواز سن کر وہ اس جگہ کے قریب گئی اور کھڑکی بذریعے جھانک کر دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر اس نے تین ڈاکوؤں کی شناخت کی، ان میں سے ایک A12 سری رام رائے تھا۔ لیکن جب تفتیشی افسر نے ان سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے A12 سری رام رائے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس طرح اس کا ثبوت اس کی گواہی میں مذکورہ بالا خرابی کی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم اس واحد گواہی پر A12 سری رام رائے کی اثباتِ جُرم کو برقرار رکھنا غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

A13 مالو پال کی شناخت اس معاملے میں جانچ پڑتال کرنے والے کسی بھی گواہ نے نہیں کی تھی۔ اس کی اثباتِ جُرم صرف چوری شدہ اشیا کی بازیابی پر مبنی تھی۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی بازیابی سے متعلق شواہد پر انحصار کرنے کے بے معنی ہونے کے بارے میں مشاہدہ کر چکے ہیں، A13 مالو پال کی اثباتِ جُرم کو بھی برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

نتیجے میں، ہم A7 کالیکا تیواری، A12 سری رام رائے اور A13 مالو پال اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور وہ بری ہو جاتے ہیں۔ لیکن باقی اپیل گزاروں سے متعلق اپیلیں مسترد ہو جائیں گی۔

اپیلوں جزوی طور پر منظور کی گئی۔